،حوالے دیئے ہیں جن میں ان تمام عرب یا غیر عرب مصنفین کے حالات درج ہیں جن
، میں شائع ہوئی لیکن ان میں سے کسی کتاب میں مولانا خیرالدین کے حالات نہیں ملتے۔
ہ کتاب کا ذکر ہے جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسلاف کے عقائد سے متعلق ہے۔ اس
کا نام محمد خیرالدین خان (عرف خیوری) ہے۔

نا آزاد کے متعلق بھی کئی دلچسپ باتیں ڈاکٹر مشیر الحق کی کتاب میں بیان کی گئی ہیں۔
ائی نے پہلی بار اپنی کتاب میں یہ بیان کیا کہ ۱۹۰۵ء میں مولانا آزاد کو ان کے والد نے اپنے
، اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے لئے جامعہ ازہر (مصر) بھیجا تھا۔ یہ بیان بار بار مولانا کے
نگار دہراتے رہے کچھ لوگوں نے اس بیان کو غلط بھی کہا لیکن خود مولانا اس پورے عرصہ
بیٹھے رہے چنانچہ عام طور سے لوگ اس بیان کو سچ ماننے لگے حتیٰ کہ مولانا کے انتقال کے
ستانی پارلیمنٹ میں ان کی یاد میں جو سرکاری تجاویز منظور ہوئیں ان میں بھی یہی بات
ن دوسرے دن وزیر اعظم پنڈت جواہر لال نہرو کو پارلیمنٹ کے سامنے اس غلطی کا اعتراف
رنا پڑا کہ مولانا نے الازہر یونیورسٹی میں کبھی تعلیم حاصل نہیں کی۔ مولانا کے انتقال کے
یر کی انڈیا ونز فریڈم شائع ہوئی تو اس میں پہلی بار مولانا کی طرف یہ بیان منسوب تھا
یائی نے مولانا کے بیان کو غلط سمجھ لیا تھا ورنہ مولانا نے ڈلیائی سے صرف یہ کہا تھا کہ ایک
ہر دیکھنے گئے تھے۔ (ش - م - ف)

صدائے اسلام | ماہنامہ "صدائے اسلام" کا شمارہ نمبر ۸ - ۹ بابت ماہ نومبر دسمبر
تبصرے میں اس وقت پیش نظر ہے۔ یہ ماہنامہ دارالعلوم جامعہ اشرفیہ پشاور سے محمد اشرف علی
ادارت میں شائع ہوتا ہے۔ جامعہ کے مہتمم مولانا محمد یوسف صاحب قریشی اس کے سرپرست ہیں۔
لیم کے ذریعے دینی مدارس نے اسلام کی جو خدمت انجام دی ہے اس کا اعتراف جہل یا
جبر سے نہ کیا جائے ورنہ یہ حقیقت ہے کہ آج مسلمانوں میں دین کی جو رمق باقی ہے وہ انہی
ن ہے۔ ظہورِ اسلام کے وقت جس طرح باطل کی قوتیں شمع الٰہی کو بجھانے کے درپے
یریدون لیطفئوا نور اللہ بافواھھم، آج بھی لادینی عناصر اسلام کے خلاف صف آراء
ہو فتنوں کا زور ہے۔ دینی اقدار کی پامالی خود اہلِ اسلام کا شیوہ بن چکی ہے۔ ان حالات میں

ہمارے عربی مدارس اپنی سی کوشش کر رہے ہیں کہ جیسے تیسے ارشاد و تبلیغ کا حق ادا کرتے رہیں ان کی کوششیں ناکافی اور لبا اوقات ناقص سہی، پھر بھی غنیمت ہے کہ وہ کچھ کر تو رہے ہیں۔ اور یہ انہی کی کوششوں کا نتیجہ ہے کہ اسلام کا نام باقی ہے۔

خوش آئند امر یہ ہے کہ ہمارے دینی مدارس اور ان کے چلانے والے علماء تقاضائے وقت کا اشارہ سمجھ کر حتی المقدور نشر و اشاعت کے اس اہم ترین ذریعہ صحافت اور جریدہ نگاری کی طرف بھی متوجہ ہیں، اور اس سے کام لینے کا احساس ان میں موجود ہے۔ آج ملک میں ایسے ممتاز اداروں کی تعداد درخور اعتنا کہی جا سکتی ہے جو درس و تدریس کی عام سرگرمیوں کے ساتھ قلم کا مورچہ بھی سنبھالے ہوئے ہیں۔ انہی میں ایک قابلِ ذکر ادارہ جامعہ اشرفیہ پشاور بھی ہے۔ ان اداروں سے ہفتہ وار یا ماہانہ جرائد کا اجراء دو طرفہ فائدے کا حامل ہے۔ ایک طرف یہ ادارے ان جرائد کے ذریعے اپنے طلبہ، قدیم و جدید، سے ربط و تعلق قائم رکھتے ہیں جو وحدتِ فکر و عمل اور استقامت کے لئے انتہائی ضروری ہے۔ دوسری طرف عامۃ المسلمین کو پڑھنے کے لئے اسلامی تعلیمات اور دینی علوم پر مشتمل پاکیزہ لٹریچر فراہم کرتے ہیں۔ وسائل کی کمی اور حالات کی ناساعدت کے باوجود عربی مدارس کا اپنے مشن کی تکمیل کے لئے سرگرم عمل رہنا قابلِ دید و قابلِ داد ہے۔ سادگی ہمارے دینی اداروں کا طرۂ امتیاز ہے۔ اس لئے کسی دینی درس گاہ سے نکلنے والے ایک رسالے میں ٹیپ ٹاپ یا ظاہری سج دھج کی تلاش بے سود ہے۔ عمدہ کاغذ، آفسٹ طباعت اور دیدہ زیب سرورق کا اہتمام کر کے وہ ذوقِ نظر کا سامان نہیں کر سکتا، مگر قلب و روح کے لئے اس میں بہت کچھ ہوتا ہے۔

صدائے اسلام بڑی تقطیع کے ۵۶ صفحات پر مشتمل ہوتا ہے۔ اس کے مضامین مفید اور معلوماتی ہوتے ہیں، تنقید کا انداز بے باکانہ ہے۔ اسے پڑھ کر یہ نہیں کہا جا سکتا کہ ہمارے علماء بسم اللہ کے گنبد میں رہتے ہیں۔ علماء ملک و ملت کے مسائل سے اسی طرح باخبر ہیں جس طرح کہ جدید تعلیم یافتہ طبقہ، انھیں منزل کا پتا ہے اور راستے کے نشیب و فراز سے بھی واقف ہیں۔

چندہ سالانہ ۷ روپے، قیمت فی پرچہ ۷۰ پیسے۔ (ادارہ)